فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○
اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو!

اَلْاِفَاضَاتُ السَّنِيَّه

اَلْمُلَقَّبُ بِهٖ

فتاوٰئ مہریہ

یعنی

مجموعہ فتاوٰے حضرت قبلہ عالم علامۂ زمان خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح وترتیب

مولانا فیض احمد صاحب فیض، جامعہ غوثیہ، گولڑا شریف

بایماء

حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ

باہتمام

جناب سیدنا پیر غلام معین الدین شاہ صاحب و سیدنا شاہ عبدالحق شاہ صاحب مدظلہما العالی

بار ـــــــــــ چہارم

تعداد ـــــــــــ ایک ہزار

مقامِ اشاعت ـــــــــــ گولڑا شریف، ضلع اسلام آباد

مطبع ـــــــــــ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، لاہور

کاتب ـــــــــــ خوشی محمد ناصر قادری خوش رقم تلمیذ پروین رقم

ہدیہ ـــــــــــ ۷۰ روپے

صفر المظفر ۱۴۱۸ھ مطابق جون ۱۹۹۷ء

علیہمُ الرّضوان فرق ایں قدر ہست کہ در عہدِ خلفائے ثلثہ نفاذِ تصرّف و اجتماعِ مُسلمین علیٰ سبیل الکمال صُورت پذیرفتہ۔ و در عہدِ مُرتضویؓ معنئے کامل یعنی قُرب بنفُوسِ انبیاء بُود۔ وصُورتِ ناقص یعنے ریاستِ عامہ و اجتماعِ مُسلمین مثلِ زمانہ خلفائے ثلثہؓ نہ بُود۔ باز صُورت باقی و معنئے بدرجہ اتم مفقود۔ چُنانچہ در زمانہ امیر معاویہؓ و در حدیث (ھدنۃ علیٰ دخن) ہمیں معنیٰ وارد۔ باز تدریجاً تدریجاً خلافتِ جابرہ یا دعوت بر ابوابِ جہنّم کما جاء فی الحدیث پیدا گشت باز انقلابِ زمانہ حسبِ مشیّتِ ایزدی رنگِ تشبیہ بخلافتِ راشدہ بظہُور آمد چُنانچہ خلافتِ عُمر ابنِ عبد العزیزؓ۔ الحاصل خلافت مجمُوعِ امرین را مے گویند۔ ریاستِ عامہ و تشبّہ بالانبیاء علیہمُ السّلام۔ وگاہے مجازاً بر ہر یکے از دو امر نیز اطلاق کردہ شود و مُراد از حدیث مذکُور یعنے اثناء عشر امیراً او خلیفۃً مطلق خلافت است، در صُورتِ مجمُوعِ امرین باشد یا در رنگ یکے ازاں ہر دو۔ چُنانچہ در حدیث الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃً۔ خلافتِ خاصہ کاملہ مُراد است نہ مُطلقہ۔ وکسے را از فریقین سُنّی و شیعہ شکے نیست در حصُول معنئے خلافتِ خاصہ یعنے تشبّہ بالانبیاء وتقدّس مر دوازدہ ائمہ علیہمُ الرّضوان را تا مہدی علیہ السّلام پس از رُوئے حصُولِ معنئے ممکن است کہ مُراد داشتہ شوند در حدیث مذکُور، لیکن فقدان ریاستِ عامہ و خصُوص تعبیر بعنوان (کلھم من القریش) نہ بہ (کلھم من بنی ھاشم) مؤیّدِ احتمالِ اوّل است و آیۃ کریمہ وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ط افادہ تعیّنِ احتمالِ اوّل مے بخشد۔ گو محدُود باشد۔ لیکن تمکین و تبدیل تا بعہدِ عثمانؓ کما لایخفیٰ علی الماہر لیکن بریں تقدیر تعین دوازدہ بقید اسامی بعد خُلفائے اربعہ مصرح نیست۔ ضروری ہمیں قدر کہ تا قیامِ قیامت ایں عدد دوازدہ تمام خواہد شد۔

۳۔ اطلاقِ لفظِ امام بلحاظِ بطونِ خلافت نزد اہلِ سُنّت و خصُوص معنی مُصطلح علیہ عند الشّیعہ بر ائمہ اہلِ بیت علیہ السّلام ایں صحیح و جائز است۔ عند صاحبہ غیر اوشاں را نیز اگرچہ بلحاظِ مقتدائے دین بُودن امام گفتہ شود۔ امّا خصُوصیاتِ مختصہ بنفُوسِ قدسیہ اوشان محصُور و محدُود داند در ذواتِ مقدّسہ اوشان علیھمُ الرّضوان۔

۴۔ تقیّہ عند اہلِ سُنّت غیر مسلّم۔ و در غار تقیّہ نبُود۔ چہ تقیّہ عبارت است از اخفائے چیزے کہ امر کردہ شدہ است بہ تبلیغ آں۔ نہ از مختفی و پوشیدہ شُدن شخص۔ بلکہ ایں اختفاء و پوشیدگی در غار برائے ہجرت و اظہار ما اُمر بتبلیغہٖ بُود۔ فی الجُملہ تقیّہ شیعہ بداں ماند کہ شخصے را قاضی و فیصلہ کُنندہ گردانیدہ شود و معہذا مامور باشد بہ خاموشی و عدمِ تکلّم۔ و فساد ایں معنی بر ہر ذی بصیرت پیدا و ہویدا است۔ والسّلام

الرّاقم داعی مہر علی شاہ از گولڑہ بقلم خود

ترجمہ

چند سوالات بابت شیعہ اور اُن کے جوابات

مورخہ ۷ رجب ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں عُلمائے کرام و فُضلائے عظّام حفّاظِ حدیثِ خیر الانامؐ مسائل مفصّلہ ذیل میں :-

۱۔ کیا سیّد الجنّ و البشر کے بعد ائمہ اثنا عشر (بارہ امام) کا ہونا اخبار اخیار صحیحہ سے ثابت ہے یا غیر ثابت۔ اگر ثابت

ہے تو کیا اُن سے مُراد خُلفاء مع الاُمراء ہیں یا اَور اشخاص ۔ دوازدہ اِمام مقصُودہ کے اسماء مفصلاً کُتب معتبرہ سیرت سے مرقُوم فرماویں ۔

۲۔ اِمامِ ثانی یعنی حضرت اِمام حسنؓ سے لے کر حضرت مہدی علیہما السّلام تک سبھی کے نام کے ساتھ "امام" کا لقب جمہُور میں مشہُور آتا ہے ۔ کیا اِس لفظ کا اطلاق ان پاک لوگوں پر صحیح ہے یا نہیں ۔ اگر ہے تو ان کو ائمّہ برحق کیوں قرار نہیں دیا جاتا اَور صحیح نہ ہونے پر ائمّہ اہلِ سُنّت وجماعت کون ہیں بہ سنداتِ قویہ تحریر فرمائیں ۔

۳۔ تقیّہ جو اہلِ شیعہ کا مذہب ہے، کیا یہ اہلِ سُنّت والجماعت کے نزدیک مسلّم ہے یا نہیں ۔ اگر نہیں ہے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے غارِ ثور میں کیوں تقیّہ فرمایا تھا ۔ سب سوالات کے جواب عقلی نقلی محقّق طور پر بہ تعجیل عطا فرمادیں ۔ کہ بندہ کاتب الحرُوف اہلِ تشیع تشنع کے پنجہ میں گرفتار ہے اَور جماعتِ کثیرہ جوابات کی منتظر ہے ۔

الجواب وھو الملھم للصواب

۱ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد بارہ اِماموں کا ہونا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے ۔ بُخاری شریف میں حضرت جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضُور علیہ السّلام سے سُنا کہ بارہ امیر ہوں گے (اگلا کلمہ وُہ نہ سُن سکے تو اُن کے والد نے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا) وُہ سب کے سب قریش سے ہوں گے ۔

سفیان بن عینیہؒ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا "لوگوں کا معاملہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ اُن پر بارہ آدمی حاکم ہوں گے ۔"

ابُو داؤدؒ کی روایت میں ہے کہ یہ دین بارہ خُلفاء تک غالب رہے گا ۔ اَور دُوسری روایت میں ہے کہ یہ دین قائم رہے گا ۔ یہاں تک کہ تم پر بارہ خُلفاء مقرر ہوں گے جن پر ساری اُمّت متّفق ہوگی ۔ طبرانیؒ میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اُنہیں دُشمن کی عداوت ضرر نہیں پہنچا سکے گی ۔ اَور حاکمؒ نے ابی جحیفہؓ سے نقل کیا ہے کہ میری اُمّت میں بارہ خُلفاء قریش سے ہوں گے جن کے زمانہ میں دین معزّز ہوگا ۔

۲۔ اِن سے مُراد خُلفاء اربعہؓ اور اُن کے بعد آنے والے وُہ خُلفاء ہیں جن کے زمانہ میں اِسلام کو اعزاز و قیام حاصل ہوا کیونکہ خلافت کا معنی وُہ ریاستِ عامہ ہے جو حضُور علیہ السّلام سے بطور نیابت حاصل ہو ۔ اَور جس کا مقصد اقامتِ دین، احیاءِ علُومِ دینی ۔ ادائے فریضۂ جہاد اور رفعِ مظالم وغیرہ ہو ۔ اِس نیابتِ نبویؐ کا مُستحق وُہی شخص ہوسکتا ہے جس کا جوہرِ نفس انبیاءؑ کے جوہرِ نفس کے قریب ہو پس اُسے صُورتِ خلافت یعنی ریاستِ عامہ اَور معنیٔ خلافت یعنی قُربِ انبیاءؑ دونوں کا جامع ہونا چاہیئے جیسا کہ خُلفاء اربعہ علیہمُ الرّضوان تھے ۔ البتّہ اِتنا فرق ضرُور ہے کہ خُلفائے ثلاثہؓ کے زمانہ میں صُورتِ خلافت یعنی ریاستِ عامہ اَور اِجتماعِ مُسلمین بدرجۂ اتم موجُود تھا ۔ اَور عہدِ مُرتضویؓ میں اگرچہ معنیٔ خلافت یعنی قُربِ نبویؐ بدرجۂ کمال تھا لیکن ریاستِ عامہ اَور اِجتماعِ مُسلمین خُلفائے ثلاثہؓ کے دَور کی طرح نہ تھا ۔

خُلفائے اربعہؓ کے بعد خلافت کی صرف صُورت ہی باقی رہی اَور معنی بالکل ختم ہوگیا جیسا کہ امیر معاویہؓ کا دورِ حکُومت ، چُنانچہ حدیث شریف میں ھدنۃ علیٰ دخن (یعنی صُلح بر فساد) کے جو الفاظ وارد ہیں اُن کا یہی مفہُوم ہے ۔ اس کے بعد سلسلۂ خلافت بالکل جبری حکُومت اَور دعوت الیٰ جہنّم تک پہنچ گیا لیکن مشیّتِ ایزدی کے تقاضہ سے پھر ایک ایسا

انقلاب رُونما ہوا جس میں خلافت راشدہ کی جھلکیاں اور تابانیاں نظر آنے لگیں۔ یہ مُبارک دَور حضرت عُمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دَور تھا۔

حاصِل کلام یہ ہے کہ خلافت، ریاستِ عامہ اور مشابہتِ انبیاء علیہ السّلام کا مجموعہ ہے البتّہ گاہے گاہے مجازاً اِن دو اُموریں سے ایک پر بھی اِس کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں اثناء عشرًا امیرًا او خلیفةً (بارہ امیر یا خُلفاً) سے مُراد مطلق خلافت ہے خواہ وُہ دونو معنی کا مجموعہ ہو یا اُس میں سے ایک ہی رنگ پایا جائے اور الخلافة من بعدی ثلٰثون سنةً (میرے بعد تیس۳۰ سال خلافت ہوگی) والی حدیث میں صرف خلافتِ خاصہ کاملہ مُراد ہے سُنّی و شیعہ دونوں فریق اِس بات پر متفق ہیں کہ بارہ اِمامان اہلِ بیتؑ میں خلافتِ خاصہ اور مشابہتِ انبیاء والا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ اِس لیے معنیٔ خلافت کے پیشِ نظر، ممکن ہے وُہ اِس حدیث کے مِصداق ہوں لیکن ریاستِ عامہ کا فقدان اور الائمہ کلھم من بنی ھاشم کے بجائے کلھم من قریش کے الفاظ کا فرمانا اِس اِحتمال کا مؤیّد نہیں (یعنی اگر حدیث میں بارہ اِمامین اصطلاحی طور پر مُراد ہوتے تو ایک تو ریاستِ عامہ کا ذِکر ہوتا۔ دُوسرے الفاظ کلھم من القریش کی تعمیم نہ ہوتی بلکہ کلھم من بنی ھاشم کی تخصیص ہوتی۔ مترجم) اِسی طرح آیۃ اِستخلاف (وَعَدَ اللّٰہُ الخ) بھی پہلے اِحتمال (یعنی خلفاءِ اربعہ و مابعدھم) کی مؤیّد ہے گو محدُود۔ چُنانچہ تمکین اور حصُولِ امن حضرت عُثمانؓ کے عہد تک ہی مُسلّم ہے۔ باقی رہی بارہ ناموں کی تعیین تو خلفاءِ اربعہؓ کے بعد اِس کی تصریح نہیں ملتی۔ البتّہ اِتنا ضرُور ہے کہ قیامت سے قبل بارہ کا عدد پُورا ہو جائے گا۔

۳ ۔ اہلِ سُنّت کے نزدیک خلافت کے باطنی مفہُوم کے لحاظ سے اور اہلِ شیعہ کے نزدیک اِصطلاحی معنی کے لحاظ سے اِمام کے لفظ کا اطلاق ائمۂ اہلِ بیت علیہمُ السّلام پر صحیح اور جائز ہے۔ اِن حضراتؑ کے علاوہ دُوسرے حضرات کو دینی پیشوا ہونے کی بنا پر اِمام کہا جاسکتا ہے لیکن اُن حضرات کی خصُوصیاتِ مختصہ انہی کی ذاتِ مقدّسہ تک محدُود ہیں۔

۴ ۔ اہلِ سُنّت کے نزدیک تقیّہ غیر مسلّم ہے۔ غار میں تقیّہ نہیں کیا گیا کیونکہ تقیّہ کا معنی ہے ایسی چیز کا چھُپانا جس کی تبلیغ کا حُکم کیا گیا ہو کِسی اِنسان کے پوشیدہ ہونے کو تقیّہ نہیں کہتے بلکہ غار میں حضُور علیہ السّلام کا چھُپنا ہجرت اور دینی تبلیغ کے اظہار کے پیشِ نظر تھا۔ فی الجملہ شیعہ حضرات کے تقیّہ کی مثال یہ ہے جیسے ایک آدمی کو پہلے قاضی اور فیصل مقرر کیا جائے اور پھر اُسے خاموشی کا حُکم دیا جائے اور اُس معنی کا فساد کسی صاحبِ بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔

(الراقم داعی مہر علی شاہ از گولڑہ بقلم خود)